VFAST Transactions on Islamic Research
http://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2022, ISSN(e): 2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 10, Number 02, April-June, 2022 pp: 314-321

The Increasing trend of Violence Against Women in the 21st Century & the Women's Protection Bill 2021: A Critical review in the light of Islamic Teachings

اکیسویں صدی میں خواتین پر تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان اور تحفظ نسواں بل 2021ء: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

Muhammad Jan[1], Dr. Abdul Qudoos[2]

[1]Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies & Research, University of Science and Technology, Bannu, KP, Pakistan
[2]Associate Professor, Department of Islamic Studies & Research, University of Science and Technology, Bannu, KP, Pakistan
*Corresponding author email address: muhammadjan1990@gmail.com.

ABSTRACT

Legislation plays an important role in a state to maintain peace and harmony in various institutions. Family is very important part of Muslim society. In Pakistan family institution have a lot of problems. One of them is domestic violence which is a serious issue of the whole world. To overcome such situation, some existing laws to establish an effective system of protection, relief and rehabilitation for women. Domestic violence means all acts of physical, emotional, sexual and economic abuse committed by a respondent against women. In this research article it is tried to give a critical analysis about the legislation on domestic violence bill, 2021in the light of teaching of Islam.

KEYWORDS

Legislation, Protection, Rehabilitation, Respondent

JOURNAL INFO:
HISTORY: Received: May 31, 2022 Accepted: June 27, 2022 Published:.June 30, 2022

تمہید

عورت کو نصف انسانیت کا درجہ حاصل ہے۔ قومی زندگی میں خواتین کی اہمیت مسلمہ ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر ایک طرف مرد کا مقام ومرتبہ ہے تو دوسری طرف عورت کا مرتبہ ومقام بھی واضح ہے۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہے۔انسانی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مذاہب عالم میں صرف دین اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے خواتین کو اس کے جائز تمدنی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور عائلی حقوق سے نوازا ہے۔ حقوق نسواں کے علمبردار اور دین اسلام کے معترضین اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ شریعت اسلام نے عورت کو کم درجہ دیا ہے۔ لہذا انہوں نے حقوق نسواں وتحفظ نسواں کے نعرے لگائے، مگر ان کے باوجود بھی عورت کا تمام شعبہ جات میں مساوات کا تصور اور اختلاط کا تجربہ ناکام رہا اور خواتین سے متعلق اسلامی فلسفہ کو سائنسی حقائق نے طویل سائنسی تحقیقات میں ثابت شدہ بنادیا۔ شریعت اسلام نے خواتین پر احسان کیا ہے۔جب وہ ذلت کی دلدل میں پھنس چکی تھی، کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا مگر شریعت اسلام نے خواتین کو وسیع حقوق عطا کر کے انہیں معاشرہ میں ایک بلند شان عطافرمایا۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[1]

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کردی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

پیغمبر اسلام خاتم النبیین محمد الرسول ﷺ نے خواتین کے حقوق وتحفظ کے لیے آواز بلند کیا:

إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ[2]

"بے شک عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔"

عربی زبان میں شقیقہ یا شقیق کسی چیز کے درمیان سے پھٹے ہوئے دو برابر، برابر حصوں کو کہتے ہیں۔اسی سے ہی درد شقیقہ بولا جاتا ہے۔یعنی وہ درد جس نے سر کا آدھا حصہ گھیر لیا ہو۔ دین اسلام کی رو سے مرد و عورت دونوں ایک کل کے دو برابر برابر اجزاء ہیں۔اس کل کا آدھا عورت ہے اور اس کا آدھا مرد ہے۔اس وجہ سے یہ بات درست ثابت ہوگی کہ عورت کو نصف

(cc) BY
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

انسانیت کالقب دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ خواتین کے ساتھ نہایت احترام کے ساتھ پیش آتے۔ اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خوب محبت کرتے، ازواج مطہرات کے ساتھ گھریلو کاموں میں مدد فرماتے۔ کبھی کبھار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کھیل کود بھی کرتے۔

اس اہمیت کے باوجود بھی خواتین کو بڑی حد تک تشدد کا سامنا پڑ رہا ہے۔ اگرچہ ایک طرف تشدد کے خلاف قانون سازی بھی ہو رہی ہے اور دوسری طرف اسلامی تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کا عملی نمونہ بھی موجود ہے۔ تاہم اکیسویں صدی میں خواتین پر تشدد کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی اہم وجوہات انسانی اقدار کے خلاف قانون سازی، اسلامی تعلیمات سے متصادم بعض رسم و رواج، قدامت پسندی اور تعلیمات اسلام سے بے خبری وغیرہ ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کے خلاف تشدد کے لیے تو بین الاقوامی سطح پر بھی قانون سازی ہو رہی ہے اور ملکی سطح پر بھی لیکن ان سب اقدامات کے باوجود کوئی خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آ رہے۔ آیا وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ میں تشدد کے رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے ممکنہ جوابات میں صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کا سہارا ہی لیا جا سکتا ہے اور اسی ہی کے ذریعے اس مسئلہ کا ممکنہ حل نکالا جا سکتا ہے۔ زمانہ حال ہی میں خواتین پر تشدد کے خلاف Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2021 منظر عام پر آیا۔ یہ بل اگرچہ ایک طرف تحفظ خواتین کے سلسلے میں ممد و معاون سمجھا جا رہا ہے تو دوسری طرف اس میں بعض ایسے دفعات شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کی غیر مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کیوں کہ ان دفعات کو شریعت نظر میں درست نہیں کہا جا سکتا۔ اس ضمن میں اس بل کا اسلامی تناظر میں جائزہ لینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس بل کے چیدہ چیدہ نکات پیش نظر ہیں۔ یہ بل ۱۹ اپریل ۲۰۲۱ء کو شیریں مزاری کی طرف سے قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ اس بل کو بعد میں ۲۱ جون ۲۰۲۱ء سینٹ کے اجلاس میں منظور کر لیا گیا۔ دینی و سیاسی جماعتوں کے نمائندہ گان اور مذہبی طبقہ کے رد عمل میں کیے جانے والی تقاریر کے نتیجے میں اس بل کو اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف بھیج دیا گیا ہے۔

اس بل کے بعض دفعات پیش نظر ہیں:

حصہ اول: آغاز

نام، وسعت، اطلاق اور آغاز

أ. اس ایکٹ کو گھریلو تشدد گھریلو تشدد کی روک تھام اور تحفظ بل 2021ء کہا جا سکتا ہے۔

ب. یہ پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد کے علاقہ تک محدود ہے۔

ت. یہ بہت جلد (پورے ملک) میں نافذ عمل ہو گا۔

تعریف

اس میں بنیادی کرداروں جیسے تشدد کرنے والا شخص، بچہ، کوڈ، کورٹ، گھریلو رشتہ داری، گھریلو تشدد، مخبر، تحفظ فراہم کرنے والا کمیٹی، آفیسر، جواب دہندہ، حفاظتی حکم، سہولت کار، کمزور شخص وغیرہ کی تعریفات کیے گئے ہیں۔ ان میں سے گھریلو رشتہ داری کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ ہر وہ شخص جو ایک گھر میں رہتا ہو خواہ وہ عارضی ہو یا مستقل، اس پر بھی خاندانی فرد کا اطلاق ہوتا ہے۔

حصہ دوم: گھریلو تشدد

گھریلو تشدد

اس میں گھریلو تشدد کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کے ذیلی اقسام جیسے جنسی تشدد، ذہنی و نفسیاتی تشدد، جسمانی تشدد وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان تعریفات میں بتایا گیا ہے کہ رقابت اور حسد کا مظاہرہ جو دوسرے انسان کی خلوت، آزادی، اخلاقی برتری اور سلامتی کو متاثر کرتا ہوں، ان سب کو گھریلو تشدد کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ٹوہ میں رہنے کو بھی تشدد کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور ارادتاً یا سہواً خبر گیری نہ کرنے کو بھی جذباتی و نفسیاتی تشدد میں شامل کیا گیا ہے۔ جنسی نوعیت کی ایک ایسی حرکت جو متاثرہ شخص کی عزت کو ختم کرے یا اسے کم کرے، یہ بھی جنسی تشدد کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے۔

(1) اس میں تشدد کرنے والے فرد پر جب فرد جرم ثابت ہو جائے تو اس کے لیے مجوزہ سزاؤں کا بیان کیا گیا ہے۔

حصہ سوم: گھریلو تشدد سے تحفظ

(2) عدالت میں درخواست

اس کے مطابق متاثرہ شخص عدالتی دائرہ کار کے مطابق درخواست دے گا۔دفعہ نمبر ۶ سے لے کر ۱۴ تک تمام طریقہ کار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اور ساتھ میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ متاثرہ شخص کو درخواست دینے کے بعد یہ حق حاصل ہے کہ وہ نقصان پہنچانے یا تشدد کرنے والے فرد کے ساتھ مشترکہ طور پر اسی ہی گھر میں رہے اور یہ کہ ملزم کو اس بات کو پابند بنایا گیا ہے کہ اگر متاثرہ شخص کسی دوسری جگہ رہنا چاہتا ہو تو اس کے لیے رہائش کا الگ انتظام کرے۔اسی حصہ سوم سیکشن ۸ کے نمبر b اور c میں لکھا ہے کہ اگر عدالت کو گھریلو تشدد کے وقوع یا آنے والے وقت میں ہونے کے امکان سے مطمئن ہو تو وہ جواب دہندہ کو اس بات کا پابند کرے گی کہ وہ متاثرہ شخص سے کوئی تقریری یا تحریری یا کسی بھی قسم کا رابطہ نہیں رکھے گا۔ اور اس سے ہر صورت میں دور رہنا پڑے گا۔

حصہ چہارم: حفاظتی کمیٹی اور حفاظتی آرڈر

دفعہ 15 سے لے کر دفعہ ۲۲ تک حفاظتی کمیٹی کا طریقہ کار، افعال، فرائض، قوت، استحقاق، اختیارات کی تقسیم، حفاظتی آفیسر کا تعین اور اس کی ذمہ داریاں وغیرہ پر مفصل بحث کیا گیا ہے۔

حصہ پنجم: متفرق

دفعہ نمبر 23 سے لے کر 24 تک گزٹ آفیسر کے قانون سازی کے طریقہ کار اور مذکورہ مشکلات و کمزوریوں کو مٹانے کا ذکر موجود ہے۔

تحفظ نسواں بل 2021ء کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

آئین پاکستان کے مطابق پاکستان ایک اسلامی جمہوری ملک ہے۔اس کے آئین و اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ کا ذات ہے۔اس ملک میں وہی قانون نافذ العمل ہو گا جس میں عام شہریوں کو فائدہ ہو، قرآن و سنت کے منافی نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تمام امت مسلمہ بھی اس سے مستفید ہوں۔تحفظ نسواں بل ۲۰۲۱ء میں متعدد ایسی شقیں موجود ہیں جو اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کے خلاف ہیں۔موجودہ دور کے پیش نظر اس بل کے بعض دفعات وضاحت طلب ہیں:

اس بل کے حصہ اول کے سیکشن ۲ میں بہت سے تعریفات کی گئی ہیں۔ان میں سے نمبر V میں گھریلو تعلق (Domestic Relationship) کی تعریف کو اگر دیکھا جائے تو یہ مبالغہ آمیز ہے۔یہ تعریف ہر لحاظ سے ایک خاندان تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کی رو سے ہر وہ شخص جو ایک گھر میں رہتا ہو خواہ وہ عارضی ہو یا مستقل، اس پر بھی خاندانی فرد کا اطلاق ہوتا ہے۔یعنی بعض اوقات ملازمت یا پڑھائی وغیرہ کے سلسلے میں بھی لوگوں کو باہم مل کر رہنا پڑتا ہے۔ان تمام کی نوعیتوں کو دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ان سب پر خاندان کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک خاندان کو وجود ایک مقدس بندھن کے ذریعے وجود میں آتا ہے، پھر اس کے نتیجے میں گھر کے دوسرے افراد اس خاندان کا حصہ بن جاتے ہیں۔ جس میں خاندان کے اصول و فروع (والدین اور بچے)، شوہر اور بیوی وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

اگر خاندان کی تاریخی پہلو کا جائزہ لیا جائے تو اس کی تاریخ بہت پرانی ہے۔اللہ تعالیٰ نے زمین پر سب سے پہلا انسان سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے اتار کر سطح زمین پر بھجوایا۔پھر اس کی تنہائی کو دور کرنے کے لیے سیدہ حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور اسی طرح سطح زمین پر ایک خاندان کی ابتدا ہوئی۔قرآن مجید میں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً[3]

"اے لوگو! اس رب سے ڈرو جب نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے بکثرت مرد و عورت پیدا فرما کر (زمین) میں پھیلا دیے۔"

محمد بن جریر الطبری لکھتے ہیں:

"جب سیدنا آدم علیہ السلام جنت میں سکون پزیر تھے تو وہ بے چینی کی حالت میں ادھر ادھر پھرتے رہتے تھے۔ایک دن وہ سو گیا اور ان کی نیند پوری ہو گئی تو وہ بیدار ہوئے۔اس نے اپنے سر کے نزدیک ایک عورت کو دیکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا۔تو آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں عورت ہوں، پھر آپ نے فرمایا: کہ تجھے کس لیے پیدا کیا گیا ہے؟ تو سیدہ حوا فرماتی ہے: آپ کے آرام و سکون کے لیے مجھے پیدا کیا گیا ہے[4]۔"

تعلیمات اسلامی کی روشنی میں خاندان ایک مرد اور عورت کے درمیان عقد نکاح کی بدولت وجود میں آتا ہے۔اس میں بچے، خاوند کے والدین اور خونی رشتوں کے غیر شادی شدہ اقارب بھی شامل ہوتے ہیں۔اسی طرح ایک وسیع خاندان تشکیل پاتا ہے۔پھر یہ شریعت اسلامی کے خصائل میں سے ہے کہ نسب و نسل کی حفاظت کو عمومی مقاصد میں شمار کرتا ہے[5]۔

اس تعریف کی رو سے ایک اور فرد پر خاندان کے فرد کا اطلاق نہیں ہوتا کیوں کہ ایسے شخص کے لیے بھی شریعت نے حدود مقرر کیے ہیں۔ ایسا فرد جو مندرجہ بالا تعریف پر پورا نہیں اترتا ہوں، اس کو شریعت نے ما محرم کہا ہے اور نا محرم شخص کو خاندان کا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اس بل کے حصہ دوم کے سیکشن ۳ میں گھریلو تشدد (Domestic Violence) کی تعریف کی گئی ہے اور اس ضمن میں ذیلی سیکشنز میں جسمانی تشدد، جذباتی تشدد، نفسیاتی تشدد، جنسی تشدد اور معاشی تشدد کو شامل کیا گیا ہے۔ ان تعریفات میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ رقابت اور حسد کا مظاہرہ جو دوسرے انسان کی خلوت، آزادی، اخلاقی برتری اور سلامتی کو متاثر کرے۔ یہ کئی اسباب کی بناء پر اسلامی تعلیمات سے متصادم نظر آتی ہے:

پہلا سبب

ایک خاندان میں باہم رہتے ہوئے بعض اوقات ایک دوسرے کے خلاف منفی جذبات پیدا ہوں گے۔ اس بنیاد پر ایک شخص کو سزاوار ٹھہرانا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ قرآن مجید میں سیدنا یوسف علیہ السلام کے قصے کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے والد سیدنا یعقوب علیہ السلام آپ سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے دس بھائی جو دوسری ماں کے بطن سے تھے، کے نزدیک سیدنا یوسف علیہ السلام سے حسد پیدا ہوگئی۔ لہذا انہوں نے والد صاحب کی توجہ حاصل کرنے کے لیے اس کو راستے سے ہٹانے کی مختلف صورتیں بنائیں۔ بالآخر انہوں نے اس کو اندھیرے کنویں میں ڈالا۔ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ [6]

"ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو جان سے نہ مارو کسی گہرے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہگیر نکال (کر اور ملک میں) لے جائے گا۔ اگر تم کو کرنا ہے (تو یوں کرو۔"

یہ واقعہ اس پر دال ہے کہ خاندان کے اندر بعض امور پر تنازعات پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کو حل کرنے کے لیے اگر مثبت انداز نصیحت سے کام لیا جائے تو معاملات اور اندرونی خلفشار کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔ جس طرح جب قحط کا زمانہ آتا ہے اور سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے ہاں غلہ لینے جاتے ہیں، تو باوجود قدرت سزا، ان سب کو نہ صرف معاف کر لیتے ہیں بلکہ ان کو اپنے ہاں بلا کر باہم مل کر رہنے لگتے ہیں اور فرماتے ہیں:

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

"تم سے تمہارے مظالم کا بدلہ تو کیا، آج کے دن تم پر کوئی ملامت بھی نہیں اور پھر ان کے لیے اللہ سے معافی کی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ان کے خطاؤں کو معاف فرما دیں۔"

دوسرا سبب

ان معاملات میں قانونی چارہ جوئی کو ضروری سمجھنا خاندان کی پائیداری کو متاثر کرتی ہے۔ ان سے نفرتوں کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ اگر اس کے بجائے صلح اور نصیحت سے کام لیا جائے تو یہ خاندانی نظام کی مفاد میں بہتر ثابت ہوگا۔ مثال کے طور پر جب ایک مرد اور عورت کے مابین ان بن پیدا ہو جائے تو شریعت نے مصلح کاروں کو حکم دیا ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا [7]

"اور اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں (میاں بیوی) آپس میں ضد رکھتے ہیں تو منتخب کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے، اگر یہ دونوں چاہیں کہ صلح کرا دیں تو اللہ ان دونوں میں موافقت پیدا کر دے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔"

تیسرا سبب

اس میں خاندانی سربراہ کی حیثیت کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ خاندانی سربراہ کی حیثیت سے ایک مرد کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بغرض اصلاح خاندان کے دوسرے افراد پر، ان کی بے جا آزادی کی بناء پر پابندی عائد کرے۔ مثال کے طور پر ایک باپ اپنے بیٹے کو کہے کہ وہ رات دیر سے گھر کیوں آیا ہے؟ وہ برے لوگوں کے محفل میں کیوں بیٹھتا ہے؟ اگرچہ یہ بظاہر بیٹے کی خلوت میں خلل ہے لیکن حقیقت میں یہ اس کی شرعی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح ایک مرد اپنی بیوی کو شرعی پردے سے متعلق حکم دے یا اپنی بیوی کو کسی برے فعل سے منع کرنے کے لیے اس کے ساتھ زبردستی کرنا پڑے، تو کیا یہ تشدد ہوگا۔ فرمان ربانی ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ [8]

"مرد عورتوں پر مسلط و حاکم ہیں اس لئے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔"

جس طرح اللہ تعالیٰ نے عورت کا مقام و مرتبہ واضح کیا ہے اسی طرح ایک مرد کا دائرہ اختیار و ذمہ داریوں کو بھی بیان فرمایا ہے۔ عورتوں کو بھی اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرنے سے گریز کرے اور اس کا جائز حکم بجالانے میں کوتاہی سے کام نہ لے۔ فرمان نبوی ﷺ ہیں:

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا هَذَا؟ " قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدِمْتُ الشَّامَ، فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِبَطَارِقَتِهِمْ وَأَسَاقِفَتِهِمْ فَأَرَدْتُ أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِكَ، قَالَ: "فَلَا تَفْعَلْ؛ فَإِنِّي لَوْ أَمَرْتُ شَيْئًا [أَنْ] يَسْجُدَ لِشَيْءٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا[9]

"جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام سے واپس آ گئے تو اس نے نبی ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں شام سے آیا ہوں، میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے علماء اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس طرح کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس طرح مت کرنا! بے شک اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عورت تب اپنے رب کا حق پورا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے۔"

اس طرح کے اقدامات کرنے سے اسلامی خاندان کا حلیہ مکمل طور پر بگڑ جاتا ہے۔ اسلام نے مقدس رشتوں کے جو حقوق و ذمہ داریاں مقرر کیے ہیں۔ ان کا پورا کرنا خاندان کے ہر فرد کے لیے مشکل ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ حصہ دوم سیکشن ۳ کے سب سیکشن b کے نمبر VI میں ارادتا یا عدم ارادیا سہوا خبر گیری نہ کرے کو بھی جذباتی و نفسیاتی تشدد میں شامل کیا گیا ہے۔ لہذا اس بل میں خبر گیری کی واضح تعریف کرنا ضروری تھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ چوں کہ اس بل میں گھریلو رشتہ داری کی تعریف میں بہت وسعت پایا جاتا ہے لہذا اس سے یہ لازم آئے گا کہ کبھی بھی جب ایک شخص کے ساتھ ایک گھر میں باہم رہ رہے ہوں اور اب آپ کے اس کے ساتھ تعلقات نہیں رہے تو وہ عدالت میں آپ کے خلاف عدم خبر گیری کی درخواست دائر کرے گا۔ ہاں اسلام میں خادمین کے حقوق مقرر ہیں لیکن رہی یہ بات کہ وہ آپ کے خاندان کا حصہ ہے، سراسر اسلامی فلسفہ و تعلیمات کے خلاف ہیں۔

اس کے ساتھ سب سیکشن b کے نمبر VII میں ٹوہ میں رہنے کو بھی تشدد کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ جو سراسر خاندانی امور کی سربراہی پر سوالات اٹھانے کے مترادف ہے۔ بعض اوقات والد کو اپنی اولاد، ایک شوہر کو اپنی بیوی اور بڑے بھائیوں بہنوں کو چھوٹے بہن بھائیوں کے معاملات پر کڑی نگاہ رکھنا حالات کے اعتبار سے بہت ضروری ہوتا ہے۔ تو کیا یہ جرم کے زمرے میں آئے گا؟ یہ اسلامی تعلیمات سے منسلک ایسی چیزیں ہیں جن کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

اس بل کے حصہ دوم سیکشن ۳ کے سب سیکشن c میں جنسی تشدد کے زمرے میں جنسی نوعیت کی ایک ایسی حرکت کو بھی شامل کیا گیا ہے جو متاثرہ شخص کی عزت کو ختم کرے یا اسے کم کرے۔ جب شریعت اسلام کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس میں بیوی کی استثناء ضروری ہونا چاہیے۔ کیوں کہ بیوی سے ایسی نوعیت کی حرکت کی اجازت شریعت اسلام میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ[10]

"تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔ اور اپنے لئے (نیک عمل) آگے بھیجو۔"

تو کیا اگر بیوی اپنے شوہر کے خلاف عدالت میں جا کر یہ درخواست دائر کرتی ہے کہ میرا شوہر میری رضامندی کے بغیر ایسے حرکات کر لیا کرتے ہیں تو یہ بھی تشدد کے زمرے میں شمار ہوگا۔ اور اس بناء پر شوہر کو سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔ اگر اس بل کے مطابق یہ تصور کیا جائے کہ ایسی صورت حال میں شوہر کو سزا دی جائے تو کیا سزا بھگتنے کے بعد ایک معتدل خاندان کا وجود باقی رہ جائے گا؟ یقیناً یہ ایسی اقدامات ہیں جو خاندانی نظام زندگی کو پائیداری کی طرف نہیں گامزن کر سکتی بلکہ یہ خاندان نظام کا شیرازہ بکھیرنے کے مترادف ہیں۔

اس بل کے حصہ سوم سیکشن 6 کے نمبر ا میں متاثرہ شخص کو یہ درخواست دینے کے بعد یہ حق حاصل ہے کہ وہ نقصان پہنچانے یا تشدد کرنے والے فرد کے ساتھ مشترکہ طور پر گھر میں رہے گا۔ تو یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ شخص خاندان کا حصہ ہی نہ ہو جس طرح کا تصور خاندان شریعت اسلام نے دیا ہے۔ یہ بھی ایک شرعاً اور عرفاً قابل رد ہے کہ ایک ایسا فرد جو کسی گھر میں رہنے کا حق دار نہ ہو، اسے وہاں رہنے کا اختیار دیا جا رہا ہے۔

اسی سیکشن کے نمبر 2 میں ملزم کو اس بات کو پابند بنایا گیا ہے کہ اگر متاثرہ شخص کسی دوسری جگہ رہنا چاہتا ہو تو اس کے لیے رہائش کا الگ انتظام کرے۔ یہ بات خاندانی نظام کو ایک خطرناک موڑ پر اس وقت لے جائے گی جب ایک باپ اپنے بیٹے یا بیٹی کی مصلحت کے پیش نظر انہیں برے لوگوں سے بچانے کی خاطر ہو، تو کیا والد قانونی طور پر اس بات کا پابند ہو گا کہ بیٹے یا بیٹی کے لیے علیحدہ رہائش کا انتظام کرے۔ جہاں رہتے ہوئے ان پر کسی قسم کا دباؤ نہ ہو اور وہ جو چاہے کر لیا کرے۔

اس بل کے حصہ سوم سیکشن 8 کے نمبر b اور c میں لکھا ہے کہ اگر عدالت کو گھریلو تشدد کے وقوع یا آنے والے وقت میں ہونے کے امکان سے مطمئن ہو تو وہ جواب دہندہ کو اس بات کا پابند کرے گی کہ وہ متاثرہ شخص سے کوئی تقریری یا تحریری یا کسی بھی قسم کا رابطہ نہیں رکھے گا۔ اور اس سے ہر صورت میں دور رہنا پڑے گا۔ یہاں پر اگر دیکھا جائے تو صلح کرنے کی تمام کاوشوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ کیوں کہ آپس کی بات چیت کرنے سے اہل خانہ بہت سے معاملات حل کر سکتے ہیں۔

یہاں پر اسلامی عائلی نظام میں رشتوں کے تقدس کے حوالے سے چند خصائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اس بل کا بیانیہ اسلامی تعلیمات کے موافق ہے یا نہیں۔ کیوں کہ اسلام نے خاندان کے اندر ہر ایک فرد کے کچھ حقوق و فرائض مقرر کیے ہیں۔

خاندان کے اصول و فروع

والدین خاندان کے اصول ہوتے ہیں۔ انہیں کے ذریعے خاندان کا وجود عملی شکل پا لیتا ہے۔ اس لیے شریعت اسلام میں والدین کی عزت و احترام کے بارے میں متعدد آیات واحادیث موجود ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا[11]

"اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھے سلوک کی وصیت کی ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے والد کے حقوق کو اتنی اہمیت کے ساتھ اجاگر کیا ہے کہ باپ کی رضامندی کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور باپ کی ناراضگی کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مترادف قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہیں:

رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ[12]

"اللہ تعالیٰ کی رضامندی باپ کے راضی ہونے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی باپ کے ناراض ہونے میں ہے۔"

خاندان کے فروع میں بچے آتے ہیں۔ اسلام نے بچوں کے حقوق کو خوب واضح کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بچوں کے بارے میں تاکید کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ البَهِيمَةِ تُنْتَجُ البَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ[13]

"ہر بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ جس طرح ایک جانور صحیح سالم عضو والا بچہ جنتا ہے، کیا تم اس میں سے کوئی عضو کٹا ہوا دیکھتے ہو۔"

اس میں والدین کو ترغیب ہے کہ وہ بچوں کے معاملے میں سچائی سے اپنا کردار ادا کرے۔ کیوں اس عمر میں بچے اپنے والدین کے حرکات و سکنات کو دیکھتے ہیں۔ پھر ان کے افعال و تربیت کا ان کے ذہنوں پر اثر ہوتا ہے۔

امام غزالی کہتے ہیں:

"بچہ والدین کے پاس ایک امانت ہوتا ہے۔ اس کے دل پر جو کچھ نقش کیا جاتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے۔ اگر اسے اچھے عادات و اطوار کا عادی بنایا جائے تو اس میں یہ صفات راسخ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اسے بری عادات و اطوار کی طرف راغب کیا جائے تو وہ ان کا خوگر ہو جاتا ہے[14]۔"

خاندان کا دوسرا اہم ستون عورت ہے۔ اگر ایک عورت صالح و نیک ہوں تو وہ صحیح سمت پر خاندان کی ترقی و نشو و نما کا تعین کرتی ہے۔ اس وجہ سے اسلام نے ایک صالح عورت کی صفات بھی بیان فرمائے ہیں اور اس کے بارے میں شوہر کو تاکید ہے کہ وہ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہ لیا کرے۔ اسے ظلم و زیادتی کا نشانہ نہ بنائے۔ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جن کی وجہ سے دونوں کے مابین جدائی کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے بھی شریعت نے صلح کرنے کو بہتر کہا ہے۔ اس کے علاوہ اس بل کے متعدد مقامات ایسے ہیں جن کی وضاحت اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں ہونی چاہیے۔ اس بل کے بہت سے مضر اثرات سامنے آئے گے۔ اس کی وجہ سے خاندانی نظام توڑ پھوڑ کا شکار ہو سکتا ہے۔ رشتوں کا تقدس باقی نہیں رہتا اور اس کی وجہ سے

آپس کی محبت نہیں بلکہ نفرتوں کو فروغ ملتا ہے۔ معاشرے کے کمزور اور مظلوم افراد کی دادرسی اور ان کے لیے مثبت اقدامات کرنا حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ اگر حکومت یہ ذمہ داریاں اسلامی فکر کی روشنی میں ادا کرے تو اس سے خاندانی نظام اور معاشرہ کی تحفظ کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

تجاویز

تحفظ نسواں کے حوالے سے درج ذیل اقدامات کرنے سے خاندان اور معاشرے کی بہتری و ترقی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے:

(1) اسلامی نظام زندگی سے متعلق شعور اجاگر کرنے کے لیے اقدامات کرنا

(2) ایک دوسرے کے حقوق و فرائض سے آگاہی

(3) منبر و محراب کے ذریعے لوگوں کو امن، محبت اور برداشت کا درس دینا

(4) تشدد سے متعلق معاملات میں مصلح کاروں کو قرآن و سنت کی آئینے میں اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرنا

(5) خواتین سے متعلق قانون سازی کرتے وقت واقف کار علماء کو کمیٹی میں شامل کرنا۔

مصادر و مراجع (References)

---

1 سورۃ الروم 21:30

Surah Al-Room 30: 12

2 امام ابوداؤد، سنن ابی داؤد، حدیث (236) مکتبہ العصریہ، بیروت، 1400ھ

Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Maktabal Asriya, Beirut, 1400 H, Hadith (236)

3 سورۃ النساء 1:4

Surah Al-Nisa 4: 1

4 امام طبری، تفسیر طبری 566:3، موسسہ الرسالہ، بیروت، 1420ھ

Imam Tabari, Tafsir Tabari, Moassatul Risala, Beirut, 1420 H, Vol: 3, Page: 566

5 احمد حسن، جامع الاصول: 621، مطبع مجتبائی، لاہور، 1986ء

Ahmad Hassan, Jami'al Usool, Matba Mujtabaie, Lahore, 1986, Page: 621

6 سورۃ یوسف 10:12

Surah Yousaf 12: 10

7 سورۃ النساء 35:4

Surah Al-Nisa 4: 35

8 سورۃ النساء 34:4

Surah Al-Nisa 4: 34

9 محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث (4171) مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1988ء

Muhammad bin Hibban, Sahih Ibn Hibban, Moassatul Risala, Beirut, 1988, Hadith (4171)

10 سورۃ البقرہ 223:2

Surah Al-Baqarah 2: 223

11 سورۃ العنکبوت 8:29

Surah Al-Unkaboot 29: 8

12 امام ترمذی، سنن الترمذی، حدیث (1899) مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1395ھ

Imam Tirmidi, Sunan Tirmidi, Matba’ Mustafa, Egypt, 1395 H, Hadith (1899)

13 امام بخاری، صحیح البخاری، حدیث(1385)دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ

Imam Bukhari, Sahih Bukhari, Dar Tauq Al-Nijat, Beirut, 1422 H, Hadith (1385)

14 امام غزالی، احیاء العلوم 3:92، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1998ء

Imam Ghazali, Ahya Uloom ud Din, Maktaba Rahmania, Lahore, 1998, Vol: 3, Page: 92